www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالباسط منشاوی ☆

نماز میں قراءاتِ متواترہ کی تلاوت

قرآن کریم کے متنوع لہجات وقراءات چونکہ قرآن مجید ہی میں شامل ہیں، چنانچہ انہیں نماز وغیر نماز ہر دو میں بطور تلاوت پڑھنے میں بہرحال کوئی حرج نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح احادیث میں موجود ہے کہ صحابہ کرام نمازوں میں مختلف اندازوں سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ رمضان المبارک کے قیام اللیل میں ایک رات ایک قراءت کے ساتھ پڑھاتے اور دوسری رات دوسری قراءت میں۔ متعدد قراءتوں کے ذیل میں داخل اسالیبِ بلاغت کے متنوع اندازوں سے کلام الٰہی میں جو معنویت پیدا ہوتی ہے، ہمارا مشاہدہ ہے کہ معانی قرآن کو سمجھنے والے لوگ اس سے انتہائی محظوظ ہوتے ہیں۔ مدیر ماہنامہ رُشد جناب ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ کا پچھلے ایک عشرہ سے کویت اور دبئ میں قیام اللیل کے ضمن میں یہی معمول ہے کہ وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے طریقہ کی اتباع میں ہزاروں اہل عرب کو ہر رات مختلف قراءات میں نمازِ تراویح کی امامت فرماتے ہیں۔ مختلف لہجوں اور کلام کے متعدد اسالیب میں موجود معنویت کی حلاوت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ستائیسویں شب تک نمازیوں کا مختلف قراءات سننے کا یہ شوق اس عروج پر پہنچ جاتا ہے کہ موصوف ہر سال رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو متنوع چھوٹی سورتوں میں تمام قراءات کی تلاوت ایک ہی رات میں تلاوت کرتے ہیں۔ ان کا یہی حسن ذوق اور مہارت ہے کہ ہر سال انہیں بین الاقوامی سطح پر تراویح کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں اگرچہ ہمیں شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور علامہ ابن باز رحمہ اللہ کے اس فتویٰ سے مکمل اتفاق ہے کہ جن علاقوں میں لوگ ان قراءات سے مانوس نہ ہوں، وہاں نماز وغیر نماز میں عوام الناس میں ان کی تلاوت کرنے سے سدًا للذّریعة بچنا چاہئے یا کم از کم عوام الناس کو ان قراءات کا تعارف کروا کر تلاوت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ [ادارہ]

قراءات قرآنیہ کے بارے میں سب سے بنیادی چیز جس کا ثبوت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کیا یہ قراءات ان شرائط پر پوری اترتی ہے جن سے قرآن کا ثبوت ہوتا ہے، جب یہ ثابت ہو جائے تو پھر یہ بحث اضافی ہے کہ ان کو نماز میں پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

اس بارے میں امت کے جمیع طبقات میں اجماع رہا ہے اور آج بھی ہے کہ قراءات متواترہ ان تمام شروط پر پوری اترتی ہیں جن سے قرآن کا ثبوت ہوتا ہے اور ان کا انکار قرآن کریم کا انکار ہے اور منکر قراءات دائرہ اسلام سے خارج ہے لیکن باوجود اس کے بعض حضرات نماز میں قراءات متواترہ کی تلاوت کے بارے میں واضح رائے کا اظہار نہیں کرتے۔ ہم ایسے حضرات کی تشفی کے لیے احادیث اور آئمہ کے فتاویٰ جات سے وضاحت کرنے کی کوشش کریں

☆ سابق متعلّم كلّية القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ ومدرس كلّية القرآن، جامعہ محمدیہ، لوکو ورکشاپ، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے کہ صحابہ، تابعین اور آئمہ سلف بغیر کسی تفریق کے جمیع قراءات متواترہ کو نماز میں تلاوت کرتے تھے۔

قراءات نماز میں پڑھنے کا صحیح اَحادیث کی روشنی میں ٹھوس ثبوت

حدیث عمر وہشام رضی اللہ عنہما

عن عمر بن الخطاب يقول سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان فی حياة رسول الله، فاستمعت لقرأته فاذا هو يقرأ على حروف كثيرة لم يقرئنيها رسول الله فكدت أساوره فی الصلوة فتصبرت حتى سلم، فلببته بردائه فقلت من أقرأك هذه السورة التی سمعتك تقرأ قال أقرأنيها رسو ل الله، فقلت كذبت فإن رسول الله قد أقرأنيها على غير ما قرأت، فانطلقت به إلى رسول الله، فقلت إنی سمعت هذا يقرأ بسورة الفرقان علىٰ حروف لم تقرئنيها، فقال رسول الله أرسله (اقرأ يا هشام) فقرأ عليه القراء ة التی سمعته يقرأ فقال رسول الله كذلك انزلت، ثم قال (اقرأ يا عمر) فقرأت القراء ة التی اقرأنی، فقال رسول الله كذلك انزلت، ان هذا القرآن انزل على سبعة احرف فاقرئوا ما تيسر منه۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں، میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو (حالت نماز میں) سورۃ الفرقان پڑھتے ہوئے پایا۔ میں نے سنا کہ ہشام رضی اللہ عنہ ان حروف کثیرہ پر تلاوت کررہے تھے کہ وہ حروف (یعنی قراءات) مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں ان پر نماز میں لپکتا۔ میں نے صبر کیا حتیٰ کہ انہوں نے سلام پھیر دیا میں انہی کی چادر سے انہیں کھینچتے ہوئے پوچھنے لگا کہ یہ سورت جو میں نے تجھے ابھی پڑھتے ہوئے سنا ہے کس نے پڑھائی ہے؟ وہ کہنے لگے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا آپ غلط کہہ رہے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھائی۔ پس میں انہیں کھینچتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے (ابھی ابھی) سنا ہے کہ ہشام رضی اللہ عنہ ان حروف پر تلاوت کررہے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! ہشام رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہشام رضی اللہ عنہ کو پڑھنے کا حکم دیا۔ ہشام رضی اللہ عنہ نے اسی قراءت کے مطابق پڑھا جیسے میں نے سنا تھا۔ (ہشام رضی اللہ عنہ کی قراءت سننے کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اسی طرح نازل کی گئی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! تم پڑھو۔ پس جس قراءت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھایا اسی کے مطابق میں نے پڑھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اسی طرح نازل کی گئی ہے۔ بے شک یہ قرآن سات حروف (لغات یا وجوہ) پر نازل کیا گیا ہے پس جو تمہیں آسان لگے اسے پڑھ لو۔''

[صحيح البخاري، کتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف]

وضاحت

اس حدیث سے جہاں بیشتر مسائل اَخذ کیے جا سکتے ہیں ان میں سے ایک واضح اور نمایاں مسئلہ نماز میں (حروف کثیرہ پر) ہشام رضی اللہ عنہ کا قراءت کرنا ہے۔ وہ حروف میں کس نوعیت کا اختلاف تھا اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں ملتی۔ البتہ حروف کثیرہ سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ حالت نماز میں مختلف قراءت کی تلاوت کررہے تھے، نہ کہ آیات کی تفسیر وتشریح یا احکام وغیرہ بیان کررہے تھے۔

جیسا کہ بعض کو غلطی بھی لگی ہے۔ دوسرا عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث میں لفظ ''القراء ۃ'' استعمال کیا ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ اعتراض بالکل نہیں کیا کہ ہشام رضی اللہ عنہ فلاں فلاں آیت کا ترجمہ وتشریح اس طرح کررہے تھے جس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح نہ تو آپ بیان کرتے ہیں نہ ہمیں آپ نے کبھی بتایا ہے۔بات بالکل واضح ہے کہ نماز میں قرآن مجید کے متن کی تلاوت کی جاتی ہے نہ کہ تفسیر یا احکام و مسائل۔

ہشام رضی اللہ عنہ کی نماز کا حکم

❶ آپﷺ کا دونوں صحابیوں کی قراءت سننے کے بعد یہ فرمانا کہ ہشام رضی اللہ عنہ! جو کچھ تم نے پڑھا ہے وہ وحی ہے اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے اور اے عمر رضی اللہ عنہ! جو آپ نے تلاوت کر کے سنایا ہے وہ بھی اللہ ہی نے نازل کیا ہے۔چنانچہ ''هكذا أنزلت'' کے الفاظ نے یہ ثبوت دیا ہے کہ کلماتِ قرآنیہ میں اختلاف پایا جاتا ہے وہ بھی قرآن ہے، کیونکہ اسے بواسطہ جبریل علیہ السلام نبیﷺ پر اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے۔لہٰذا اگر وحی ایک طرح کا تلفظ سکھائے تب بھی اور تلفظ میں سات طرح کے تغیرات عطا کرکے تب بھی اسے قرآن ہی کا مرتبہ حاصل ہوگا۔لہٰذا یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہے کہ جب ''قراءات کا قرآن ہونا اسی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے تو کون انہیں نماز میں پڑھنے سے منع کر سکتا ہے۔

❷ چونکہ حضرت عمر و ہشام رضی اللہ عنہما دونوں اپنے تلفظ میں پائے گئے فرق اور اختلاف کو نبیﷺ کی وضاحت کے بعد اچھی طرح سمجھ گئے کہ ہم دونوں قرآن کو درست پڑھنے والے ہیں تو اس کے بعد حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کو ''اپنی نماز درست ہونے کا فتویٰ'' پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی، نہ تو حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کو لوٹانے کا فتویٰ مانگا اور نہ نبیﷺ نے انہیں دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم جاری کیا اور ہشام رضی اللہ عنہ جو عمر رضی اللہ عنہ کے تلفظ کے خلاف سورۃ الفرقان کی قراءت کررہے تھے وہ اپنی مرضی کے ساتھ نہیں بلکہ نبیﷺ کی دی ہوئی اجازت اور پڑھائے ہوئے طریقہ پر تلاوت کر رہے تھے، کیونکہ دونوں صحابیوں نے دوران مخاصمہ یہ کہا تھا کہ ''مجھے نبیﷺ نے ایسے نہیں پڑھایا جس طرح تم پڑھ رہے ہو۔'' اور ہشام رضی اللہ عنہ کے نماز لوٹانے کا مسئلہ تو تب سامنے آتا تھا کہ اگر وہ قرآن کے علاوہ کوئی اور چیز پڑھ رہے ہوتے یا پھر نبیﷺ ان کی قراءت کو غلط قرار دیتے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم دین میں ایسا کام کبھی بھی اختیار نہیں کر سکتے جو سنت مصطفیٰﷺ کے خلاف ہو۔اور آپﷺ کی زندگی میں ایسی جسارت کیسے کر سکتے ہیں؟ العیاذ باللہ

لہٰذا اگر حروف کثیرہ (یعنی مختلف قراءات یا لغات) پڑھنے سے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز درست ہے تو یہ مسئلہ آج بھی اسی طرح قائم و دائم ہے۔آج بھی اگر کوئی قراءات جاننے والا نماز میں پڑھے یا غیر نماز میں تو ان شاء اللہ اس کے یہ دونوں کام عنداللہ مقبول و ماجور ہوں گے۔

حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

عن أبی بن کعب قال کنت فی المسجد فدخل رجل یصلی فقرأ قراء ۃ أنکرتها علیه ثم دخل اٰخر فقرأ قراء ۃ سوی قراء ۃ صاحبه فلما قضیا الصلوٰۃ دخلنا جمیعا علی رسول اللہ فقلت إن هذا قرأ قراء ۃ أنکرتها علیه ودخل اٰخر فقرأ سوٰی قراء ۃ صاحبه فأمرهما رسول اللہ فقرأ فحسّن النبی شانهما فسقط فی نفسی من التکذیب ولا اذ کنت فی الجاهلیة فلما رأی رسول اللہ ما قد غشینی ضرب فی صدری ففضت عرقا وکأنما أنظر إلی اللہ عزوجل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فرقا، فقال لی یا أبی أرسل إلیّ أن اقرأ القران علی حرف فرددت الیه أن هون علی أمّتی فرد إلی الثانیة اقرأه علی حرفین فرددت إلیه أن هون علی أمتی فرد إلی الثالثة اقرأه علی سبعة أحرف فلك بكل ردة رددتكها مسألة تسألنیها، فقلت اللهم اغفره لامتی اللهم اغفر لامتی واخرت الثالثة لیوم یرغب إلی الخلق كلهم حتی إبراهیم

''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی مسجد میں آیا اور نماز پڑھنے لگا، اس نے ایک ایسی قراءت پڑھی جس کو میں نہیں جانتا تھا۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے پہلے شخص کے خلاف پڑھا۔ جب ہم نے نماز مکمل کی تو ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ شخص ایسی قراءت پڑھتا ہے جس کو میں نہیں جانتا اور دوسرے نے پہلے کے بھی خلاف قراءت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ہی پڑھنے کا حکم فرمایا جب دونوں نے اسی طرح پڑھ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تحسین فرمائی۔ پس میرے دل میں تکذیب کا ایسا وسوسہ پیدا ہوا کہ جو زمانہ جاہلیت میں بھی نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میری یہ حالت محسوس کی تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا کہ میں پسینے سے شرابور ہوگیا۔ یوں محسوس ہوا گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا اے اُبی رضی اللہ عنہ بے شک (اللہ کی طرف سے) مجھے پیغام بھیجا گیا کہ آپ قرآن مجید کو ایک حرف پر پڑھیں۔ میں نے عرض کیا کہ میری امت پر آسانی کی جائے۔ پھر دوسری دفعہ پیغام بھیجا گیا کہ آپ قرآن مجید کو دو حرفوں پر پڑھیں۔ میں نے پھر عرض کیا کہ میری امت پر آسانی کی جائے تیسری بار یہ پیغام ملا آپ قرآن کو سات حرفوں پر پڑھیے۔ اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے لیے ہر تکرار کے بدلے ایک عطا ہے۔ میں نے کہا اے اللہ! میری امت کو معاف کردے۔ اے اللہ میری امت کو معاف کردے اور تیسری دعا کو میں نے اس دن کے لیے رکھا ہے جب ساری مخلوق میری طرف مائل ہوگی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔''

[صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب انزال القرآن علی سبعة أحرف]

وضاحت:

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو جن دو ساتھیوں کی قراءت پر اعتراض تھا وہ انہوں نے ان دونوں سے حالت نماز میں سنی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قراءت سننے کے بعد ان کے صحیح پڑھنے کی تصدیق فرمادی کہ تم لوگوں نے نماز میں جو بھی پڑھا ہے وہ قرآن ہی ہے لہٰذا قراءت درست ہونے کی وجہ سے ان کی نماز میں بھی درست تھی۔

اگر نماز میں مختلف قراءات پڑھنا کوئی ایسا مسئلہ ہوتا جس میں کراہت کی کوئی شکل ہوتی یا شرعاً کوئی قباحت ہوتی یا کسی فتنے کا اندیشہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضاحت فرمادیتے کہ آئندہ تم مختلف قراءات پڑھو، لیکن نماز میں نہ پڑھو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود ہی تو مختلف احرف سکھائے تھے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نازل کردہ وحی کے بارے میں کس طرح کہہ سکتے تھے کہ اسے نمازوں سے دور رکھو۔

سیدنا عمرو بن ہشام رضی اللہ عنہ کی طرح یہ حضرات بھی نمازوں میں مختلف قراءات قرآن سمجھ کر پڑھ رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دونوں کی تحسین کی فرمائی تو ان میں جو وقتی غلط فہمی پیدا ہوئی تھی وہ بھی ختم ہوگئی۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنی نمازوں کے درست ہونے کا مسئلہ بھی خود ہی سمجھ لیا، بصورت دیگر یا تو وہ نماز کو لوٹانے یا نہ لوٹانے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھ سکتے تھے۔

ایک مسئلہ اگر شریعت سے وضاحت کے ساتھ سمجھ آرہا ہو تو اس کے بعد دیگر اقوال وفتاویٰ کی ضرورت نہیں رہتی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وسعت قلوب واذہان کے ساتھ ان حدیثوں پر غور کرلیا جائے تو بڑی آسانی سے ہدایت مل سکتی ہے مگر اس کے بعد چند آئمہ کے اقوال اس لیے پیش کیے جارہے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ سلف وخلف میں موجود جلیل القدر علماء نے ان احادیث کو کس طرح سمجھا۔ آیا ان کے اقوال وفتاویٰ جات مذکورہ اَحادیث کے موافق ہیں یا مخالف؟ مگر ان اقوال وفتاویٰ کو پیش کرنے سے پہلے قراءات عشرہ کا تابع سبعہ احرف ہونا، منزل من اللہ ہونا اور شروع سے آج تک معمول بہا ہونے پر دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

مروجہ قراءات عشرہ کے صحیح الاسناد اور منزل من اللہ ہونے پر بحث

اُمت کے پاس اس وقت صحیح سند سے ثابت ہونے والا ذخیرۂ قراءات جو دس قراء (نافع مدنی، ابن کثیر مکی، ابوعمر وبصری، ابن عامر شامی، عاصم کوفی، حمزہ کوفی، علی الکسائی کوفی، ابوجعفر مدنی، یعقوب حضرمی، خلف کوفی رحمہم اللہ) سے مروی ہے اسے قراءات متواترہ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ وہ قراءات ہیں جو عرضۂ اخیرہ والی ہیں اس پر بھی الحمد للہ بے شمار دلائل موجود ہیں۔ یہ دس قراءات ان تین شروط پر پورا اترتی ہیں جو قراءات کے صحیح ہونے کے لیے مقرر کی گئی ہیں وہ ارکان یہ ہیں۔

صحیح قراءات کی شروط

1. وہ قراءات جو صحیح سند سے ثابت ہو۔
2. عربیت کے موافق ہو۔
3. رسم عثمانی کے حقیقتاً یا احتمالاً موافق ہو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان قراءات کو امت نے کیا سمجھا اور آیا یہ سبعہ احرف میں شامل ہیں؟

قراءات سبعہ وقراءات ثلاثہ منزل من اللہ سبعہ احرف سے ماخوذ ہیں

① علامہ مکی بن أبی طالب القیسی

إن هذه القراء ات كلها التى يقرأ بها الناس اليوم وصحت روايتها عن الائمة إنما هى جزء من الاحرف السبعة التى نزل بها القرآن [الابانۃ للقیسی:ص۲]

’’یہ سب قراءتیں جنہیں آج لوگ پڑھ رہے ہیں اور آئمہ سے صحیح طور پر ان کی روایت آئی ہے یہ ان احرف سبعہ کا حصہ ہیں جن کے موافق قرآن نازل ہوا۔‘‘

② امام زرکشی رحمہ اللہ

”فالقرآن يقرأ بالاحرف السبعة، وجميع القراء ات المقطوع بصحتها ومصدرها هو مجموع الاحرف السبعة“ [البرہان:۱/۳۱۸]

’’پس قرآن کو آج بھی احرف سبعہ کے موافق پڑھا جاتا ہے ان تمام قطعی الصحۃ قراءات (قراءات عشرہ) کا مصدر وماخذ سبعہ احرف ہی کا مجموعہ ہے۔‘‘

امام زرکشی رحمہ اللہ کا دوسرا قول:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

"والمعروف أنها ما وراء السبع، والصواب ما وراء العشر وهی ثلاثة آخر، یعقوب، خلف، أبوجعفر، یزید بن القعقاع، فالقول بان هذه الثلاثة غیر متواترة ضعیف جدا"

''معروف یہ ہے کہ قراءات سبعہ کے علاوہ باقی سب شاذہ ہیں۔ حالانکہ یہ درست نہیں، جس نے کہا کہ یعقوب، خلف اور ابوجعفر مدنی کی قراءات غیر متواتر ہیں اس کی بات نہایت کمزور ہے۔''

امام زرکشی رحمہ اللہ کا تیسرا قول:

إن القراء ات توقیفیة ولیست اختیاریة وقد انعقد الاجماع علی صحة القراء ات القراء السبعة وأنها سنة متبعة ولا مجال للاجتهاد فیها وإنما کان کذلك لان القراء ة سنة مرویة عن النبی ولا تکون القراء ة بغیر ما روی عنه [البرهان فی علوم القرآن للزرکشی:۱/۳۲۱]

''یقیناً قراءات توقیفی ہیں اختیاری نہیں یعنی قراء نے اپنی طرف سے گھڑی نہیں ہیں۔ قراء سبعہ کی قراءات کی صحت پر نیز اس بات پر کہ قراءات سنت متبوعہ ہیں جن میں اجتہاد کی گنجائش نہیں۔ اجماع امت منعقد ہو چکا ہے۔ قراءات سنت ہیں نبی ﷺ سے مروی ہیں اور غیر مقبول وجوہ کی تلاوت جائز نہیں۔''

امام زرکشی رحمہ اللہ کا چوتھا قول:

"القراء ات التی قرأها القراء السبعة فانها کلها صحت عن رسول اللہ وهو الذی جمع علیه عثمان المصحف" [البرهان:۱/۲۲۷]

'' یہ قراءات جن کو قراء سبعہ نے روایت کیا ہے یہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہیں اور انہی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف تحریر کروایا۔''

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ

"إن القراء ات السبع المتواترة لا یحل الطعن فیها بل ینبغی أن یضعّف بها قول من یخالفه ویجعل ذلك شاهدا علی وقوعه [شرح الشاطبیه علی القراء ات السبعة، ملا علی قاری:ص۵۹]

''قراءات سبعہ متواترہ ہیں ان پر اعتراض کرنا جائز نہیں مناسب یہ ہے کہ ان کے ذریعہ مخالف کے قول کی تضعیف وتردید کی جائے اور قراءات کو نحو کے قاعدہ شاذہ کے وقوع وجواز کا شاہد ومستدل قرار دیا جائے۔''

امام ابن صلاح رحمہ اللہ

"یشترط ان یکون المقرؤ قد تواتر نقله عن رسول اللہ قرآنا، واستفاض نقله کذلك تلقته الامة بالقبول کهذه القراء ات السبع لان المعتبر فی ذلك الیقین والقطع" [فتاوٰی ابن صلاح:۱/۲۳۲]

''جس قراءات کی تلاوت کی جائے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا قرآن ہونا نبی ﷺ سے متواتر طریقہ پر منقول ہو وہ قراءات ہر زمانہ میں مشہور وشائع رہی ہو اور اس کو امت نے شرف قبولیت بخشا ہو۔ جیسے مروّجہ قراءاتِ سبعہ ہیں، کیونکہ قراءات میں معتبر وہ شے ہوگی جو قطعیت اور یقین سے ثابت ہو۔''

وضاحت:

امام ابن صلاح نے قراء سبعہ کی مرویات کو تو ذکر کیا ہے، لیکن قراء ثلاثہ کو نہیں اس سے کوئی یہ مطلب اخذ نہ کر لے کہ وہ ان تین قراءات کو صحیح نہ سمجھتے تھے۔ چونکہ قراءات عشرہ ہم تک دو حصوں میں پہنچی ہیں اب بھی مدارس میں دو حصوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ ایک حصہ مرویات قراء سبعہ اور دوسرا قراءات ثلاثہ پر مشتمل ہے۔ امام ابن صلاح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے صرف قراءات سبعہ کا نام لیا گویا اشہر حصہ کو ذکر کر دیا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ

پوری ملت اِسلامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ جو قراءات ان آئمہ نے روایت کی ہیں یا انہیں کتابوں میں جمع کیا گیا ہے، تمام قابل اعتماد ہیں اور ان کے صحیح ہونے پر ہر زمانہ میں مسلسل اجماع چلتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا جو ذمہ اٹھایا تھا وہ پورا ہوا تمام محققین فضلاء اور تمام آئمہ سلف مثلاً قاضی ابوبکر بن ابوالطیب رحمہ اللہ اور امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ وغیرہما اس بات کے حامل ہیں۔[الجامع لاحکام القرآن:۴۷/۱]

امام ابوالفضل رازی رحمہ اللہ

امام رازی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ تینوں ارکان کی جامع قراءات (قراءات عشرہ) منجملہ سبعہ احرف کے ہیں۔
[النشر فی القراء ات العشر:۴۴/۱]

امام ابن عابدین شامی رحمہ اللہ

جو مصاحف عثمان رضی اللہ عنہ شہروں کی جانب روانہ کیے تھے ان قرآنوں پر آئمہ عشرہ، متفق الروایت ہیں، یہ حصہ مجموعی، تفصیلی اور افراد وجزئیات یعنی اتفاقی اور اختلافی ہر دو قسم کے الفاظ کے لحاظ سے متواتر ہے۔ پس سبعہ سے اوپر عشرہ تک کی قراءات شاذہ نہیں بلکہ شاذہ وہ ہے جو ماوراء العشر ہے یہی بات صحیح ہے۔[فتاویٰ شامی:۳۵۹/۱]

علامہ سبکی رحمہ اللہ

جمع الجوامع فی الاصول کی شرح 'منع الموانع' میں لکھتے ہیں:

"والصحیح ان ما وراء العشرۃ فھو شاذ علی ان القول بان القراء ات الثلاث غیر متواترۃ فی غایۃ السقوط ولا یصح القول بہ عمن یعتبر قولہ فی الدین وھی قراء ۃ یعقوب، خلف وابی جعفر بن یزید القعقاع لا تخالف رسم المصاحف"

''صحیح بات یہ ہے کہ عشرہ کے علاوہ باقی قراءتیں شاذ ہیں اور یعقوب، خلف اور ابوجعفر مدنی رحمہم اللہ کی تین قراءتوں غیر متواتر کہنا حد اعتبار سے انتہائی گرا ہوا قول ہے۔ جس شخص کی بات کا دین میں اعتبار کیا جاتا ہے وہ ہرگز ایسی بات نہیں کہہ سکتا اور یہ تینوں قراءتیں بھی مصحف عثمانی کی رسم کے موافق ہیں۔'' [النشر فی القراء ات العشر، للجزری: ۴۵/۱]

علامہ قاضی عبدالوہاب ابونصر رحمہ اللہ

الحمدللہ! القراء ات السبع التی اقتصر علیھا الشاطبی والتی ھی قراء ۃ أبی جعفر وقراء ۃ یعقوب وقراء ۃ خلف متواترۃ معلومۃ فی الدین بالضرورۃ [النشر فی القراء ات العشر:۴۶/۱]

''الحمدللہ وہ قراءات سبعہ جن پر شاطبی نے انحصار کیا، نیز ابوجعفر، یعقوب اور خلف رحمہم اللہ کی قراءت بھی متواتر وحروف دین کی ایک اٹل حقیقت ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ دانی رحمہ اللہ

امام ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ نے جامع البیان میں لکھا ہے:

”وإن القراء السبعة ونظائرهم من الائمة متبعون فی جمیع قراء تهم الثابتة عنهم التی لا شذوذ فیها“[النشر فی القراء ات العشر:۱/۳۷]

”بلا شبہ قراء سبعہ رحمہم اللہ اور ان کے ہم پلہ دوسرے آئمہ کی جملہ قراءات وہ ثابت ہیں ان میں کسی قسم کا شذوذ نہیں ہے۔ جو ان سے صحیح طور پر ثابت ہو اور ان میں شذوذ نہ ہو۔

امام بغوی رحمہ اللہ

فذکرت هؤلاء (ابی جعفر ونافع وابن کثیر وابن عامر وابی عمرو ویعقوب وعاصم وحمزة والکسائی) للاتفاق علی جواز القراء ة بها [مقدمہ تفسیر بغوی:۱/۳۸]

”میں نے ان قراء سبعہ رحمہم اللہ اور ابوجعفر و یعقوب رحمہما اللہ کی قراءات اس لیے بیان کی ہیں کہ ان کی تلاوت جائز ہونے پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔“

امام قرطبی رحمہ اللہ کا دوسرا قول

اہل حجاز، شام اور عراق کے آئمہ قراءات میں سے ہر امام نے اپنی قراءت کی نسبت کسی نہ کسی صحابی کی جانب کی ہے جس نے اس قراءت کے موافق پورا قرآن بذات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا تھا، چنانچہ سند کے لحاظ سے قراءۃ عاصم رحمہ اللہ ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک قراءۃ ابن کثیر وابوعمرو رحمہما اللہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ تک اور قراءۃ ابن عامر رحمہ اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔

خطابی رحمہ اللہ قول

وأسانید هذه القراء ات المتصلة ورجالها ثقات . [تفسیر قرطبی:۱/۴۳]

”ان قراءات کی اسانید متصلہ اور ان کے رجال ثقات ہیں۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

یجمعون ذلك فی الکتب یقرء ونه فی الصلوة وخارج الصلوة وذلك متفق علیه بین العلماء ولم ینکر احد منهم

”ان قراءات کو علماء نے کتابوں میں جمع کیا ہے۔ نماز میں اور اس کے علاوہ دونوں حالتوں میں اسے پڑھتے ہیں۔ علماء کے مابین یہ امر متفق علیہ ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی ان قراءات (قراءات عشرہ) کا انکار نہیں کیا۔[فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ مقدمة التفسیر:۱۳/۳۹۳]

علامہ حسن ضیاء الدین رحمہ اللہ

احرف سبعہ منزل من اللہ ہیں۔ وہی قطعی الصحۃ قراءات ہیں ان کے سوا قراءات کا کوئی بھی مرجع و ماخذ نہیں ہے جو شخص ان کے ماسوا کو قراءات کا ماخذ و مصدر قرار دینے کی کوشش کرتا ہے وہ دلیل پیش کرے۔

مگر دلیل ہے کہاں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً قراء سبعہ اور ثلاثہ کی قراءات قطعی الصحۃ قراءتیں ہیں اور منجملہ احرف سبعہ کے ہیں:

یہ قراءات نبیﷺ تک برابر متواتر ہیں نہ کہ وہ صرف آئمہ قراءات تک متواتر ہیں، قراءات میں اجتہاد کا کوئی مجال نہیں بلکہ وہ توقیفی اور سماعی ہیں علماء سلف وخلف کا ہمیشہ سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ قبول قراءات کو قوت سند پر موقوف کرتے ہیں۔ نبیﷺ سے احرف سبعہ سمیت قرآن مجید کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے تابعین رحمہم اللہ کے جم غفیر نے اور اسی طرح ہمارے اس زمانہ تک ہر زمانہ کے بے شمار لوگ مسلسل اور برابر اسے حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔[الاحرف السبعة ومنزلة القراء ات:ص۳۵۸تا۳۶۶]

اسلام کے ان روشن ستاروں کی روشنی میں ہم نے یہ وضاحت کے ساتھ جان لیا ہے کہ قراءات عشرہ، سبعہ احرف کا حصہ ہیں ان کی اسناد متصل اور صحیح ہیں تمام سلسلہ ہائے اسناد، ثقہ راویوں پر مشتمل ہے ہم ان کو قرآن سمجھتے ہیں اور قرآن مجید کا کوئی حصہ ایسا نہیں کہ جس کا کوئی انکار کر سکے۔ بقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک حرف کا منکر گویا پورے قرآن کا انکار کرتا ہے۔

یہ وہ آئمہ دین ہیں جو دن بھر رات اسلام میں غوطہ زن رہے اور ساری عمر ایسے قیمتی مسائل نکال کرامت کی راہنمائی کے لیے پیش کرتے رہے۔ جو ہیرے جواہرات سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔

نتیجہ

اگر قراء عشرہ کی مرویات دین نہ ہوتیں تو ہر زمانہ میں اس پر نکیر کرنے والا ایک نہ ایک گروہ ضرور موجود رہتا جبکہ اس بات کا کسی جگہ سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

یہ بات درست ہے کہ اجتہادی وفروعی مسائل میں لوگوں کو اختلاف ہوتا رہتا ہے۔ مگر قراءات کے بارے میں کسی مسلک کا دوسرے سے کوئی اختلاف نہیں۔ جن آئمہ کے اقوال ابھی ہم نے ذکر کیے ہیں ان میں ہر مسلک کا عالم شامل ہے۔ لہٰذا پوری امت ایک غلط امر پر کیسے جمع ہو سکتی ہے۔ اس طرح کا خیال تو حدیث کے بھی خلاف ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیﷺ نے فرمایا:

”لا تزال طائفة من امتی ظاهرين على الحق لا يضرّهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتى أمر الله وهم على ذلك“ [صحيح البخاري: کتاب الاعتصام]

’’میری امت میں ایک گروہ یقیناً حق بات پر غالب وقائم رہے گا جو شخص ان کی مخالفت کرے گا تو اس سے ان لوگوں (اہل حق) کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہاں تک کہ اسی حالت پر امر الٰہی ان کا پیغام اجل اور قرب قیامت کا زمانہ آ پہنچے گا۔‘‘

اسی طرح آپﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

’’إن الله لا يجمع امتى على ضلالة‘‘ [سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی لزوم جماعة]

’’بے شک اللہ تعالیٰ میری پوری امت کو کبھی گمراہی پر متفق الرائے نہ فرمائے گا۔‘‘

لہٰذا اس آخری فرمان میں قرآن مجید اور اس کے متعلقہ علم قراءات کا انکار سوائے فتنہ قرب قیامت وجہل وحمق کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ اب بحث یہ ہو رہی ہے کہ مختلف ممالک میں مختلف قراءات میں نماز پڑھنے والوں کے بارے میں ہم کیا گمان رکھیں کہ ان کی نماز صحیح یا باطل؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دنیا کے کئی ممالک میں پڑھی جانے والی روایات کا ہمارے ہاں مقبول عام روایت (روایت حفص عن عاصم) کا اختلاف ہے۔ اہل مصر کے ہاں مقبول عام روایت (روایت ورش عن نافع) ہے البتہ وہاں قراءات عشرہ پڑھنے والوں کی تعداد دوسرے ممالک کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ اس طرح تیونس میں روایت قالون عن نافع عام ہے۔ سوڈان، صومالیہ اور افریقی ممالک میں امام ابوعمر حفص الدوری البصری رحمہ اللہ کی روایت زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ اگر قراءات عشرہ قرآن نہیں تو صاف مطلب ہے کہ صرف ہماری نمازیں درست ہیں اور باقی تمام دنیا کی باطل ہیں یعنی جو شخص ہماری روایت کے مطابق تلاوت کرے وہ درست اور جو مخالفت کرے وہ غلط۔ اب ہم قراءات کے مطابق نماز درست ہونے پر علماء کے فتاویٰ واقوال پیش کرتے ہیں۔

نماز میں مختلف قراءات کی تلاوت

امام ابن صلاح رحمہ اللہ

دس منقول قراءات کے علاوہ کسی قراءت کی تلاوت کرنا مکروہ نہیں بلکہ حرام ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں اور پڑھنے والا مصادر ومعانی سے واقف ہو یا ناواقف۔

''یجب منعه وتاثیمه بعد تعریفه ثم هو مستوجب تعزیره یمنع بالحیس والاهانة ونحو ذلك وعلی المتمکن من ذلك ان لا یهمله''[فتاویٰ ابن صلاح:۲۳۴/۱]

(یعنی جو شخص قراءات شاذہ کے (علاوہ عشرہ) کی تلاوت کرتا ہے) اسے روکنا اور اسے گنہگار قرار دینا ضروری ہے اور وہ پوری طرح جان لینے کے بعد بھی باز نہ آئے وہ مستوجب سزا ہے، اگر وہ اپنے اس فعل پر قائم رہے یا اصرار کرے تو اسے ذلیل کر کے جیل میں ڈال دیا جائے۔ صاحب امر لوگ ایسے شخص کو کسی طرح بھی نظر انداز نہ کریں۔

فائدہ

اس فتویٰ سے یہ بات سامنے آرہی ہے کہ قراء عشرہ کی مرویات سے نماز جائز ہے، کیونکہ یہ قراءات صحیح سند سے ثابت ہیں ساتھ ہی امام ابن صلاح رحمہ اللہ نے قراءات شاذہ پڑھنے والے کی سزا بھی متعین فرمادی اور اپنا مؤقف واضح لفظوں میں سب کے سامنے پیش کردیا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے:

''وتجوز القراء ة فی الصلوٰة وخارجها بالقراء ات الثابتة الموافقة لرسم المصحف کما ثبتت هذه القراء ات ای العشر وغیرها، ولیست شاذة حینئذ''

''نماز میں یا نماز کے علاوہ ہر دو حالت میں ان قراءات کی تلاوت بلا شبہ جائز ہے جو ان مروجہ قراءات عشرہ وغیرہ کی طرح صحیح سند سے ثابت ہیں اور مصاحف عثمانیہ کی رسم کے موافق ہیں اور وہ اب تک شاذ نہ بنی ہوں۔''[مجموع فتاویٰ ابن تیمیه، مسائل تفسیر، المراد بقوله ان هذا القرآن،النشر فی القراء ات العشر، لابن الجزری:۴۱/۱]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''وأما من قرأ بقراء ة ابی جعفر ویعقوب ونحوهما فلا تبطل الصلوة بها باتفاق الآئمة''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے نماز میں قراء ۃ ابوجعفر ویعقوب رحمہما اللہ اور ان جیسی کوئی قراء ت پڑھی تو باتفاق آئمہ اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔''

شیخ الاسلام مزید فرماتے ہیں:

سوال: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کسی قوم کی امامت کرواتا ہے وہ ''امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ'' کی قراءت پڑھتا ہے کیا وہ ورش رحمہ اللہ اور نافع رحمہ اللہ کی قراءت بھی ساتھ پڑھ سکتا ہے؟ یا وہ گنہگار ہوگا؟ اس کی نماز میں نقص آئے گا یا اسے نماز لوٹانا ہوگی؟

جواب: يجوز أن يقرأ بعض القرآن بحرف أبي عمرو، وبعضه بحرف نافع، وسواء كان ذلك في ركعة أو ركعتين وسواء كان خارج الصلوة أوداخلها

''جو شخص قرآن کا بعض حصہ ابوعمرو بصری رحمہ اللہ کے حرف (یعنی قراءت) پر پڑھتا ہے اور بعض حصہ حرف نافع یعنی قراءت نافع رحمہ اللہ کے مطابق پڑھتا ہے اس کے لیے جائز ہے چاہے وہ ایک رکعت میں پڑھے یا دو رکعتوں میں اور چاہے وہ نماز میں ان کو پڑھے یا نماز کے علاوہ (یہ بھی جائز ہے)'' [فتاوی کبریٰ للشیخ الاسلام: مسئلہ نمبر ۱۶۰]

امام بغوی رحمہ اللہ

امام بغوی رحمہ اللہ نے (نماز میں) قراءات متواترہ کی تلاوت کے جواز پر امت کا اجماع ذکر کیا ہے۔

[البحر المحیط، للزرکشی: ۱/۴۶۷]

امام محمد بن الجزری شافعی رحمہ اللہ

محدث ومقری امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولهذا أئمة أهل العراق الذين ثبتت عندهم قراء ات العشر والاحد عشر كثبوت هذه السبعة يجمعون فى ذلك الكتب ويقرء ونه فى الصلاة وخارج الصلوة وذلك متفق عليه بين العلماء ولم ينكر أحد منهم" [النشر فی القراء ات العشر: ۱/۴۰]

''اور آئمہ اہل عراق کے ہاں دس یا گیارہ (قراء کی) قراءات بھی اسی طرح صحیح ہیں جس طرح قراء سبعہ کی مرویات، وہ ان قراءات کو کتب میں جمع کرتے ہیں نماز اور غیر نماز میں ان کی تلاوت کرتے ہیں یہ بات علماء کے ہاں متفق علیہ ہے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔''

فتویٰ شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ

سوال: کیا پہلی رکعت میں روایت حفص عن عاصم اور دوسری میں روایت ورش عن نافع پڑھنا صحیح ہے؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ روایت حفص مشہور روایت ہے۔ آج اسلامی ممالک میں اس روایت کے مطابق قرآن تیار کیے جا رہے ہیں اور اسی طرح روایت ورش بھی ایک متواتر روایت ہے بہت سے افریقی ممالک میں اس روایت کے مطابق مصاحف طبع کیے گئے ہیں اور مالکیہ میں سے بھی اکثر اس روایت کو اپناتے ہیں جن قراءات میں آپ کو آسانی لگے انہیں میں سے کسی ایک میں بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ [فتاویٰ ابن جبرین: مسائل نماز]

سوال: لیبیا کے باشندے روایت قالون پڑھتے ہیں یا ورش؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جواب: لیبیا میں روایت قالون زیادہ مشہور ہے اسی وجہ سے وہاں پر اس روایت میں قرآن طبع کیے گئے ہیں مگر اس کے ساتھ وہ لوگ روایت ورش بھی اپناتے ہیں۔[فتاویٰ الشبکۃ الاسلامیہ، باب قراء ات القرآنیة]

سوال: میں جزائر کا رہنے والا ہوں میرے پاس روایت ورش والا ایک قرآن بھی ہے کیا آپ کے پاس ایسے مدارس ہیں جو روایت ورش عن نافع کی تعلیم دیتے ہوں، کیونکہ میں وہاں پڑھنا چاہتا ہوں۔

جواب: آپ نے جو یہ سوال کیا کہ ایسے مدارس ہیں جو روایت ورش کی تعلیم دیتے ہوں۔ تو جی ہاں، بعض جامعات اس کی تدریس میں مشغول ہیں اور بعض معاھد (معھد کی جمع) میں تمام قراءات کی تعلیم دی جاتی ہے۔

[فتاویٰ الشبكة الاسلامية، رقم نمبر:۵۶۱۲۱]

سوال: مجھے وضاحت چاہئے، میں نے کسی سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول سنا ہے، جس نے دوقراء تیں ایک نماز میں جمع کیں اس کی نماز باطل ہے، کیا یہ قول صحیح ہے؟ کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں ایک رکعت میں روایت قالون پڑھوں اور دوسری میں روایت ورش۔

جواب: ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کی کیا نسبت ہے معلوم نہیں البتہ آپ کے لیے یہ جائز ہے۔

أن تقرأ فی الرکعة الاولی بروایة قالون وفی الرکعة الثانیة بروایة ورش، ونحوها من کل روایة صحت القراء ة بها

''کہ آپ پہلی رکعت میں روایت قالون اور دوسری رکعت میں روایت ورش پڑھیں یا ان جیسی تمام وہ روایات تو قراء ات صحیح ہے۔''

ابن عربی مالکی نے کہا کہ ہر وہ قراءات جو مثل نافع و عاصم ثابت رحمہما اللہ ہیں ان کے مطابق جائز ہے کہ فاتحہ میں مختلف قراءات پڑھی جائیں کیونکہ یہ (قراءات عشرہ) قرآن ہیں۔[فتاویٰ الشبكة الاسلامية، رقم نمبر۵۶۱۳۰]

فقہاء کا اتفاق

اتفق الفقهآء علی جواز القراء ات المتواترة فی الصلوٰة فی الجملة

[الموسوعة الفقهية، تحت حرف القاف القراء ات]

''فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام نمازوں میں قراءات متواترہ کی تلاوت جائز ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں مختلف قراءات کے مطابق نماز پڑھنا

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے (بسم الله الرحمن الرحیم، الحمدلله رب العلمین الرحمن الرحیم، ملك یوم الدین...) [سنن ابی داؤد، رقم نمبر۴۰۰۳، ص۲۰۰]

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک آیت پر وقف کرتے۔ نیز اُم سلمٰی نے لفظ (ملك) بغیر الف کے روایت کیا ہے۔ یہ قراءات آج بھی معمول بہا ہے۔

قراء عشرہ میں سے (نافع مدنی، ابوجعفر مدنی، ابن کثیر مکی، ابوعمرو بصری، ابن عامر شامی اور حمزہ کوفی رحمہم اللہ کی قراءت بغیر الف کے ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوسری روایت

امام زہری رحمہ اللہ نے ابن مسیّب سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ اور ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ (بالالف) تلاوت کرتے تھے۔[سنن ابی داؤد، ج۲ص۲۰۰]

قراءعشرہ میں عاصم کوفی علی الکسائی کوفی، یعقوب بصری اور خلف کوفی رحمہم اللہ کی قراءات الف کے ساتھ ہے۔

معمولات ائمہ سے چند دلائل

تمام ائمہ قراءات جومختلف قراءات اپنے شاگردوں کو پڑھاتے تھے وہ ان کے مطابق نماز میں بھی تلاوت کرتے تھے۔خدا کی قدرت دیکھیں کہ ائمہ اربعہ (مالک، شافعی، احمد اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ) مشہور قراءعشرہ میں سے بعض کے شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے امام نافع مدنی رحمہ اللہ سے، امام شافعی رحمہ اللہ نے امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے امام شعبہ رحمہ اللہ (راوی عاصم رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام عاصم کوفی رحمہ اللہ سے قراءات پڑھیں، اسی طرح امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اور شریک بن عبداللہ رحمہ اللہ نے امام حمزہ کوفی رحمہ اللہ سے قراءات سیکھیں۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’امام سفیان رحمہ اللہ نے امام حمزہ کوفی رحمہ اللہ کو چار مرتبہ پورا قرآن مجید قراءات میں سنایا تھا۔‘‘

[جمال القراء للسخاوی:۲/۴۷۶]

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ میں امام ہشام بن عمار المقری رحمہ اللہ اور عبدالرحمن بن یزید المقری رحمہ اللہ کے نام آتے ہیں۔

مزید امام ہشام رحمہ اللہ (استاذ بخاری) جامع مسجد دمشق میں خطیب تھے اور جمعہ کی نماز بھی خود ہی پڑھاتے تھے۔

امام سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام ہشام رحمہ اللہ اور ابن ذکوان رحمہ اللہ اسی مسجد میں پانچوں نمازوں کے امام تھے۔ان دونوں راویوں کی منقول روایت میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے ان دونوں نے ایک دوسرے کی نمازیں باطل ہونے کے فتوے نہیں دیئے اور امام نسائی رحمہ اللہ امام سوسی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے ان کتب کا مطالعہ کریں۔

① النشر فی القراءات العشر۔امام جزری رحمہ اللہ
② معرفة القراء الکبار امام ذہبی رحمہ اللہ
③ سیر اعلام النبلاء امام ذہبی رحمہ اللہ
④ غایة النہایة فی طبقات القراء امام جزری رحمہ اللہ

کتب رجال میں یہ بات صراحت سے موجود ہے کہ امام ہشام رحمہ اللہ کے استاد بھی جامع مسجد کے مشہور خطیب تھے اسی طرح ابن کثیر مکی رحمہ اللہ بھی اپنے زمانے میں مشہور خطیب تھے۔امام خلف، خلاد، دوری، بصری، امام شعبہ بن عیاش، امام ہشام رحمہم اللہ وغیرہ کثرت سے احادیث بھی روایت کرتے تھے۔

اس زمانے میں جلیل القدر محدثین بھی موجود تھے۔فقہاء کرام اور علمائے نحو بھی تھے، کسی جگہ سے ایسی کوئی آواز اٹھتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دکھائی نہیں دیتی جو ان کی نمازوں کو غلط کہے اور نہ ہی ان کے نمازیں باطل ہونے کے متعلق کسی نے فتویٰ دیا۔ جس طرح قرائے اُمت مختلف قراءات روایت کرتے تھے اور انہی قراءات کے مطابق نمازیں پڑھتے تھے، ان کے پیچھے کبار علما بھی موجود ہوتے تو ان محدثین فقہاء اور جلیل القدر علماء رحمہم اللہ پر بھی الزام آئے گا کہ انہوں نے اُمت کو اس فتنے سے بچانے کے لیے کوئی اہم کردار ادا نہ کیا۔ آخر ان ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی نمازوں کا کیا بنے گا؟ جو انہوں نے اپنے قراء اساتذہ سے تلقی کے ساتھ سیکھی ہوئی قراءات کے مطابق پڑھیں۔ قرونِ اولیٰ میں لوگ جامع العلوم ہوتے تھے۔ قراء محدثین کے بعد محدثین قراء کے شاگرد ہوتے تھے۔ لیکن انہوں نے قراءات نماز سے پڑھنے پر روکا کیوں نہیں۔

ساری بحث سے نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ قراءات کے مطابق نماز پڑھنا درست ہے۔ جو اس کے خلاف فتویٰ جاری کرے گا گویا کہ اس نے امت کے اجماعی موقف اور متفق علیہ مسئلہ کو جان بوجھ کر مختلف فیہ بنایا ہے۔ عامۃ الناس کو گمراہ کیا ہے۔ العیاذ باللہ

امام شافعی رحمہ اللہ کا نماز میں تکبیرات بزی سماعت فرمانا

امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک شخص کو حالت نماز میں تکبیرات بزی (جو آخری قرآن میں سورتوں کے اواخر پر پڑھی جاتی ہیں) پڑھتے ہوئے سنا۔ (فقال له أحسنت ، أصبت السنة) آپ رحمہ اللہ نے اسے کہا کہ (اے بھائی) تو نے بہت اچھا کیا۔ تو نے سنت کو پالیا یعنی سنت کے مطابق عمل کیا ہے۔

[تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورة الضحی + جامع البیان از دانی، ص۵۲۳]

وضاحت

بلاشبہ تکبیرات قرآن نہیں بلکہ یہ سنت ہیں اور قرآنوں میں ان کا لکھنا جائز نہیں۔ ان تکبیرات کی مکمل تفصیل کتب قراءات میں دیکھی جاسکتی ہے۔

تکبیرات جو کہ قرآن کا حصہ نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تکبیرات پڑھنے والے کی نماز درست ہے اگر درست نہ ہوتی تو امام اسے ٹوک دیتے یا بعد میں مسئلہ سمجھا دیتے۔ لیکن انہوں نے تحسین فرمائی۔ اگر تکبیرات نماز میں جائز ہیں تو مختلف قراءات جو کہ قرآن ہی ہیں ان کا پڑھنا بالاولیٰ جائز وصحیح اور ثابت ہے۔

نماز میں شاذ قراءتوں کی تلاوت کا حکم

نماز اور غیر نماز میں قراءات شاذہ کا حکم یکساں ہے کہ قرآنیت کا اعتقاد کر کے ان کی تلاوت جائز نہیں، علماء نے صرف بطور علم ان کو پڑھنا پڑھانا جائز رکھا ہے تا کہ تفسیری اشکالات کو حل کیا جاسکے لہٰذا جو شخص متواتر قراءات کو چھوڑ کر شاذ قراءتیں پڑھے بلاشبہ وہ فتنہ میں مبتلا ہے، اس کی نماز ہرگز صحیح نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے کی نماز بھی صحیح نہیں، ہر وہ قراءت جس کی سند صحیح نہ ہو اور وہ مصاحف عثمانیہ کے رسم کے بھی خلاف ہو، وہ قراءت قراءۃ شاذہ کے حکم میں ہوگی، جیسے حضرت ابی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی بعض قراءتیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اقوال العلماء

امام مالک رحمہ اللہ

امام مالک رحمہ اللہ کا فتویٰ شاذ قراءات کے بارے میں اس طرح ہے۔
”من قرا فی صلاتہ بقراء ۃ ابن مسعود وغیرہ من الصحابة مما یخالف المصحف لم یصل وراء ہ“ [التمھید لابن عبدالبر:۸/۲۹۳]
’’جو شخص ابن مسعود رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی کی قراءت نماز میں تلاوت کرتا ہے جو مصاحف عثمانیہ کے خلاف ہو، تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔‘‘

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ

آپ نے قراءات شاذہ کی تلاوت اور نماز میں شاذ قراءات پڑھنے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت پر امت مسلمہ کے تمام علماء کا اجماع نقل کیا ہے اور کچھ افراد نے اس بات سے اختلاف کیا ہے تو آپ نے انہیں امت کے اس اجماعی مسئلہ سے منحرف قرار دیا ہے۔ [حوالہ سابقہ]

علامہ سرخسی رحمہ اللہ

ولھذا قالت الامة لوصلی بکلمات تفرد بھا ابن مسعود لم تجز صلاتہ لانہ لم یوجد فیہ النقل المتواتر و باب القرآن باب یقین و امالحة فلا تثبت بدون النقل المتواتر کونہ قرآنا
[أصول سرخسی، فصل فی بیان الکتاب وکونہ حجة:۱/۲۸۰]
’’امت کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تفردات یعنی شاذ قراءات نماز میں پڑھے گا اس کی نماز نہ ہوگی، کیونکہ اس میں نقل متواتر موجود نہیں اور جو متواتر نہیں اسے قرآن نہیں کہا جاسکتا۔‘‘

علامہ سرخسی رحمہ اللہ کا دوسرا قول

”ما لم یثبت انہ قرآن فتلاوتہ فی الصلوٰۃ کتلاوۃ غیر فیکون مفسدا للصلوٰۃ“
’’جس کا قرآن ہونا ثابت نہ ہو، نماز میں اس کی تلاوت غیر کی تلاوت کی مانند ہے اس کی نماز باطل ہے۔‘‘ [حوالہ سابقہ]

قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ

”ولو قرأ بقراء ۃ لیست فی مصحف العامة کقراء ہ ابن مسعود وأبی تفسد صلاتہ“
’’ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ کی وہ قراءات جو مصحف عامہ کے خلاف ہوں اگر کسی نے ان کو نماز میں پڑھ لیا تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔‘‘ [التقریر والتحبیر علی التحریر، لابن ھمام:۲/۲۱۵]

علامہ ابن ھمام رحمہ اللہ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پہلے مصحف کو نماز میں تلاوت کرنے سے نماز درست نہ ہوگی، کیونکہ وہ مصحف عرضۂ اخیرہ کے وقت منسوخ ہوگیا تھا۔ [حوالہ سابقہ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن نجار فتوحی رحمہ اللہ

وهذا غير متواتر ، فلا يكون قرأنا ، فلاتصح الصلوٰة به على الاصح
’’قراءات شاذہ غیر متواتر ہونے کی بنا پر قرآن نہیں ہیں لہٰذا صحیح تر بات یہی ہے کہ ان شاذ قراءات سے نماز جائز نہیں۔‘‘[شرح الكوكب المنير:۱۳۶/۲]

علامہ ابن القاسم مالکی رحمہ اللہ

سوال: آپ سے پوچھا گیا، اگر کوئی شخص نماز میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءات پڑھنے والے کی اقتدا میں نماز پڑھ لے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟
جواب: وہ شخص جس نے شاذ قراءات پڑھنے والے کی اقتداء کی اسے چاہئے کہ نماز کے وقت میں ہی یا نماز کے وقت کے بعد اسے لوٹائے۔[المدونة الكبرىٰ، كتاب الصلوٰة الاوّل:۸۴/۱]

علامہ ابوالبرکات الدردیر رحمہ اللہ

دس کے علاوہ دیگر سب قراءات شاذ ہیں، اگر کوئی شاذ قراءات جو رسم عثمانی کے مخالف ہوتی ہیں ان کی نماز میں تلاوت کرے تو اس کی نماز باطل ہوجائے گی۔

[بلغة السالك على اقرب المسالك في مذهب الإمام مالك:۴۳۷/۱]

علامہ زرکشی رحمہ اللہ (تلمیذ امام سخاوی رحمہ اللہ)

لا يجوز ان يقرأ بالقراءة الشاذة فى صلاة ولا غيرها عالما بالعربية كان أو جاهلا وإذا قرأها قارئ، فان كان جاهلاً بالتحريم عرف به وأمر بتركها، واذا عان عالما أدب فان اصرحبس حتي يرتدع [البرهان في علوم القرآن، للزركشي:۴۸۲/۱]
’’جو شخص عربی دان ہو یا عربی سے بالکل ناواقف، دونوں میں سے کسی کے لیے بھی قراءات شاذہ کی تلاوت نماز میں یا علاوہ نماز کے جائز نہیں، اگر اسے شاذ قراءات کی حرمت کا علم نہیں تو اسے بتایا جائے کہ آئندہ ایسا کرنے سے باز آجائے، اگر وہ شخص جو علم رکھتا ہے وہ جاننے کے باوجود ان شاذ قراءات کی تلاوت کرتا ہے، اُسے سزا دی جائے اگر وہ اصرار کرنے لگے تو اسے جیل میں ڈال دیا جائے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے اس نظریے سے توبہ کرلے۔‘‘

علامہ شہاب الدین الرملی رحمہ اللہ

من قرأ بالشاذ، ان كان جاهلاً بتحريمه عرف ذلك، فان عاد اليه بعد ذلك اوكان عالمابه عزر تعزيرا بليغا إلى أن ينتهى عن ذلك ويجب على كل مكلف قادر على الانكار أن ينكر عليه[فتاوىٰ الرملى، باب فى مسائل شئ:۳۲۰/۴]
’’جس نے شاذ قراءات تلاوت کی اگر وہ ان کی حرمت سے ناواقف ہے تو اس کو بتایا جائے اور وہ دوبارہ ایسا کرے یا کوئی عالم اس کو پڑھے تو ان سب کو سخت سزا دی جائے، یہاں تک کہ وہ اس سے باز آجائیں۔ ہر وہ شخص جو مکلّف ہے اور قدرت رکھنے والا ہے اس پر واجب ہے کہ ان شاذہ قراءات پڑھنے والے کا انکار کرے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حزم رحمہ اللہ

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے قراءات شاذہ کی تلاوت ناجائز ہونے پر امت کا اجماع ذکر کیا ہے۔

[المحلیٰ لابن حزم:۲۵۵/۴]

امام نووی رحمہ اللہ

ولاتجوز القراءة فی الصلاہ ولا لغیرھا بالقراءات الشاذہ لانہا لیست قرانا ، فان القران لایثبت الا بالتواتر ، ومن قال غیرہ فھو غالط او جاھل ، فلو خالف وقرأ بالشاذ أنکر علیه قراء تھا ما فی الصلوٰۃ وغیرھا ، وقد اتفق فقھاء بغداد علی استتابة من قرأ بالشواذ ونقل ابن عبد البر اجماع المسلمین علی أنّه لا تجوز القراءة بالشواذ ولا یصلی خلف من یقرأ بھا .

''نماز میں اور غیر نماز میں قراءات شاذہ کی تلاوت اس لیے ممنوع ہے کہ یہ قرآن نہیں، اور قرآن کا ثبوت صرف تواتر سے ہوتا ہے اگر کسی کا موقف اس کے علاوہ کچھ اور ہے تو وہ خود غلط اور جاہل ہے اگر وہ اس بات کی مخالفت کرے اور شاذ قراءات کی تلاوت کرے، تو اس کی قراءت کا انکار کیا جائے گا خواہ وہ حالت نماز میں ہو یا غیر نماز میں۔ فقہاء بغداد ایسے شخص کو توبہ کروانے پر متفق ہیں جو نماز میں شواذ کی تلاوت کرتا ہے۔ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ملت اسلامیہ کا اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ قراءات شاذہ کی تلاوت جائز نہیں، اور جو پڑھے گا اس کے پیچھے نماز بھی درست نہ ہوگی۔''

[کتاب المجموع:۳۲۹/۳، البرھان للزرکشی:۳۳۲/۱]

امام ابوالعباس مہدوی رحمہ اللہ

فھذا الضرب ، أی المخالف لخط المصحف ، وبما أشبھه ، متروك لاتجوز القراءة به ومن قرأ بشیءٍ منه غیر معاند ولا مجادل علیه وجب علی الامام أن یواخذہ بالادب وبالضرب والسجن علی ما یظھر له من الاجتھاد ومن قرأ وجادل علیه ودعا الناس إلیه وجب علیه القتل لقول النبی المراء فی القرآن کفر والاجماع الامة علی إتباع المصحف المرسوم .

''قراءت کی ہر قسم جو مصحف عثمانی رسم کے خلاف ہو یا اس کے مشابہ کوئی اور تبدیلی کی جائے قطعی متروک ہے اس کی تلاوت ناجائز ہے، جو شخص کسی عناد و جدال کے بغیر ایسی قراءات پڑھے، امام پر واجب ہے کہ اپنی صوابدید کے مطابق تادیبی کارروائی قید یا جسمانی سزا کی صورت میں عمل میں لائے۔ اگر کوئی جدال کرے اور لوگوں کو ایسی قراءت کی دعوت بھی دے، اس کا قتل ضروری ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔'' اور دوسرا یہ کہ مرسوم مصاحف کی پیروی پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔'' [منجد المقرئین ، للجزری،ص۲۲۱]

ابن مقسم بغدادی رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) کا قراءات شاذہ پڑھنے سے رجوع کرنا

ابن مقسم بغدادی رحمہ اللہ کو اس بات پر سزا دی گئی تھی کہ وہ ہر اس قراءت کی تلاوت جائز سمجھتا تھا جو عربیت اور رسم مصاحف کے مطابق ہو، اگرچہ سنداً صحیح ثابت نہ ہو، اسی وجہ سے بغداد میں قراء وفقہا کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں بادشاہ وقت بھی شامل ہوا۔ ابن مقسم کو سب علما کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے توبہ کی اور اس رائے سے رجوع کرلیا، حتیٰ کہ اس سے ایک اقرار نامہ بھی لکھوایا گیا۔ علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو ''خطیب بغدادی'' نے (تاریخ بغداد) میں ذکر کیا ہے۔ [النشر فی القراءات العشر:۱۷/۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن شنبوذ (۳۲۵ھ) کو سزا

ابن شنبوذ کا مسلک یہ تھا کہ شاذ قراءات کا پڑھنا پڑھانا جائز ہے اگر وہ قراءت عربیت کے موافق ہو چاہے رسم عثمانی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اس رائے کی وجہ سے ابن شنبوذ کو گرفتار کیا گیا چنانچہ (ربیع الثانی ۳۲۳ھ) بغداد میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں اس وقت کا بادشاہ ابوعلی بن مقلۃ ، امام ابن مجاہد اور علماء، فقہا اور محدثین کی ایک جماعت موجود تھی، ابن شنبوذ نے امام ابن مجاہد سے نہایت تلخ کلامی کی، پھر ابن شنبوذ کو بادشاہ وقت نے دس کوڑوں کی سزا سنائی۔ چنانچہ اس نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور اپنے مذہب سے رجوع کرلیا۔ اس پر ایک دستاویز بھی لکھی گئی۔

[ماخوذ از غاية النهاية فی طبقات القراء:۲/۵۵]

خلاصہ بحث

ساری بحث پڑھنے کے بعد یہ موقف سامنے آیا:

① قراءات وحی ہیں۔
② قراءات سبعہ احرف کے تابع ہیں۔
③ رسم عثمانی کے موافق ہیں۔
④ قراءات عشرہ سے نماز بالکل درست ہے، اس پر امت کا اجماع ہے۔
⑤ قراءات عشرہ صحیح الاسناد ہیں اور توقیفی ہیں۔
⑥ قراءات عشرہ کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔
⑦ سلف وخلف کا نماز میں قراءات عشرہ پڑھنا عام معمول تھا۔
⑧ امت کے پاس اس وقت جو فقط صحیح قراءات ہیں وہ قراء عشرہ کی مرویات ہیں۔
⑨ شاذ قراءات قرآن نہیں، ان کی تلاوت حرام ہے۔
⑩ شاذ قراءات بطور تفسیر اور حدیث پڑھی جاسکتی ہیں۔
⑪ شاذ قراءات نماز میں پڑھنا جائز نہیں۔
⑫ شاذ قراءات کرنے والے کی نماز باطل ہے۔
⑬ شاذ قراءتیں پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں، نماز لوٹانا ہوگی۔
⑭ شاذ قراءات کے قرآن نہ ہونے پر اُمت کا اجماع ہے۔
⑮ کسی مسلک کے عالم نے شاذ قراءات پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔
⑯ قراءات کا سیکھنا اور سکھانا تلقی پر موقوف ہے۔
⑰ شاذ اور صحیح قراءات کے بارے میں اُمت کے اجماعی موقف سے انحراف جائز نہیں۔
⑱ شاذ قراءات اگر کسی نے پڑھیں ہیں تو اس کا سختی سے انکار کیا گیا ہے جیسا کہ ابن مقسم اور ابن شنبوذ کے واقعات میں درج ہے۔

اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ اس مسئلے پر شرح صدر فرمائے۔ قرآن اور علوم قرآن کی حفاظت اور خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ